https://farid.ps/articles/the_sergeants_affair/ur.html

سارجنٹس کا معاملہ: برطانوی فلسطین مینڈیٹ میں ایک المناک واقعہ

برطانوی فلسطین مینڈیٹ کے آخری طوفانی سالوں میں، مستقبل کے اسرائیلی وزیر اعظم مناخم بیگن کی قیادت میں یہودی زیرزمین گروہ ارگن نے برطانوی اتھارٹی کے خلاف پرتشدد مہم چلائی۔ ان کی کارروائیوں میں عرب مارکیٹوں پر بم دھماکے، برطانوی فوجی اور انتظامی تنصیبات پر حملے اور نمایاں اغوا شامل تھے۔ اگرچہ قومی مقاصد سے متاثر تھے، ان میں سے بہت سی کارروائیاں — خاص طور پر وہ جو شہریوں کو نشانہ بناتی تھیں یا خوف پھیلانے کا مقصد رکھتی تھیں — آج وسیع پیمانے پر قبول شدہ جدید تعریفوں کے مطابق واضح طور پر دہشت گردی کے طور پر تسلیم کی جائیں گی۔

برطانوی حکام نے گرفتاریوں، فوجی عدالتوں اور گرفتار ارگن جنگجوؤں کی پھانسیوں سمیت سخت جوابی اقدامات کیے۔ اس دور کی سب سے اہم ترین واقعات میں سے ایک سارجنٹس کا معاملہ تھا، جو مئی 1947 میں عکا جیل سے فرار کے دوران پکڑے گئے تین ارگن ارکان کی سزائے موت سے شروع ہوا۔ برطانوی افواج کے خلاف پرتشدد اعمال — بشمول دھماکہ خیز مواد کا استعمال اور مسلح مزاحمت — کے مجرم قرار پائے جانے پر افشالوم حاویو، میئر نکار اور یاکوف ویس کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔

اغوا

برطانوی انٹیلی جنس اور فوجی حکام کی بڑھتی ہوئی دھمکیوں اور واضح انتباہات کے باوجود، ارگن آپریٹرز کی طرف سے اغوا کا خطرہ اکثر فیلڈ میں کام کرنے والے اہلکاروں کی طرف سے کم اندازہ کیا جاتا تھا یا نظر انداز کیا جاتا تھا۔ 1947 کی گرمیوں میں برطانوی آرمی انٹیلی جنس کور کی 252 فیلڈ سیکیورٹی سیکشن میں خدمات انجام دینے والے، دونوں صرف 20 سال کے کلفورڈ مارٹن اور مروین پیس کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ 11 جولائی 1947 کو دونوں سارجنٹ ڈیوٹی سے باہر، غیر مسلح اور سول کپڑوں میں تھے۔ انہوں نے نیتانیا میں وقت گزارنے کا فیصلہ کیا، ایک ساحلی شہر جو اپنی یہودی آبادی اور زیرزمین سرگرمیوں کے لیے جانا جاتا تھا۔ انہوں نے نیتانیا کے ایک کیفے کا دورہ کیا اور برطانوی فوجی ریزورٹ کیمپ میں مقامی کلرک یہودی پناہ گزین ہارون وینبرگ سے بات چیت کی۔

سارجنٹس کو معلوم نہیں تھا کہ وینبرگ ڈبل ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا اور خفیہ طور پر ہگاناہ اور ارگن دونوں سے منسلک تھا۔ برطانوی افسران کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد، وینبرگ نے سارجنٹس کے ساتھ اپنی ملاقات کی اطلاع ارگن کی قیادت کو دی۔ تنظیم نے فوری طور پر معلومات پر عمل کرنے کے لیے ایک ٹیم کو متحرک کیا۔ آپریشن کی قیادت بینجمن کپلان نے کی، جو ایک تجربہ کار ارگن آپریٹر تھا جسے ڈرامائی عکا جیل فرار کے دوران رہا کیا گیا تھا — وہی حملہ جس کی وجہ سے تین ارگن ارکان اب پھانسی کا انتظار کر رہے تھے۔

جب مارٹن اور پیس کیفے سے نکلے تو ارگن یونٹ نے انہیں گھات لگا کر اغوا کر لیا۔ انہیں نیتانیا میں ایک چھپی ہوئی جگہ پر منتقل کیا گیا: ایک ہیرے کی پالشنگ پلانٹ، جو عارضی حراستی مرکز میں تبدیل ہو چکا تھا۔ وہاں انہیں ایک تنگ، ہوا بند زیرزمین سیل میں بند کر دیا گیا، جہاں انہیں محدود بوتل بند آکسیجن، کھانے اور پانی کی سپلائی سے اٹھارہ دنوں تک زندہ رکھا گیا۔ جسمانی حالات خوفناک تھے، لیکن نفسیاتی جنگ کا عنصر بھی اتنا ہی طاقتور تھا: اغوا ایک جان بوجھ کر کی گئی حکمت عملی تھی تاکہ برطانوی حکام کو ارگن قیدیوں کی منصوبہ بند پھانسیوں پر دوبارہ غور کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ اس معنی میں اغوا ایک بدلہ لینے کی دھمکی اور ایک اسٹریٹجک دباؤ کا عمل دونوں تھا۔

یرغمال مذاکرات

ارگن کا مقصد سارجنٹس کو سودے بازی کی چیز کے طور پر استعمال کرنا تھا تاکہ مئی 1947 میں عکا جیل فرار کے دوران پکڑے گئے تین ارگن جنگجوؤں — افشالوم حاویو، میئر نکار اور یاکوف ویس — کی پھانسی روکی جا سکے۔ تینوں کو غیر قانونی ہتھیار رکھنے اور نقصان پہنچانے کے ارادے کا مجرم ٹھہرایا گیا تھا، اور ان کی سزائے موت برطانوی حکام نے 8 جولائی کو تصدیق کی تھی۔ ارگن نے عوامی دھمکی جاری کی: اگر پھانسیاں ہوئیں تو مارٹن اور پیس کو بدلہ میں پھانسی دی جائے گی۔

اغوا کی خبر پھیلنے کے ساتھ ہی سارجنٹس کی رہائی کے لیے کوششیں تیز ہو گئیں۔ 17 جولائی کو برطانوی پارلیمنٹ ارکان رچرڈ کراسمین اور مورس ایڈلمین نے ان کی آزادی کے لیے عوامی اپیل کی، جس کی حمایت دیگر نمایاں شخصیات اور نجی شہریوں نے کی۔ مروین پیس کے والد نے مناخم بیگن کو ایک دل دہلا دینے والا خط لکھا، اپنے بیٹے کی جان کی بھیک مانگی۔ خط ارگن سے منسلک ایک ڈاک ملازم کے ذریعے بیگن تک پہنچا، لیکن بیگن نے ارگن کے خفیہ ریڈیو اسٹیشن **کول تسیون ہالو خیمیٹ** پر ریڈیو نشریات کے ذریعے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا: „آپ کو اپنی اس حکومت سے اپیل کرنی چاہیے جو تیل اور خون کی پیاسی ہے۔“

اس دوران برطانوی انٹیلی جنس اور سیکیورٹی سروسز نے یرغمالیوں کو تلاش کرنے اور بچانے کے لیے ایک شدید آپریشن شروع کیا۔ ایک ٹپ کی بنیاد پر انہوں نے نیتانیا کی ہیرے کی پالشنگ پلانٹ کی تلاشی لی، لیکن مشن ناکام رہا۔ سارجنٹس کو ایک چھپی ہوئی ہوا بند زیرزمین سیل میں رکھا گیا تھا — ایک تفصیل جس نے سونگھنے والے کتوں اور معیاری تلاش کی تکنیکوں کو غیر موثر بنا دیا۔

عوامی اپیلوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ، ممکنہ بدلہ کے اخلاقی بوجھ اور صورتحال کی ناقابل تردید فوریت کے سامنے برطانوی حکام نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ دہشت گردوں سے مذاکرات نہ کرنے کی اپنی دیرینہ پالیسی کے مطابق، انہوں نے منصوبہ بند پھانسیوں کو عمل میں لانے کا فیصلہ کیا۔ 27 جولائی کو فلسطین براڈکاسٹنگ کمپنی نے اعلان کیا کہ حاویو، ویس اور نکار کو 29 جولائی کو پھانسی دی جائے گی۔ 29 جولائی 1947 کو حاویو، نکار اور ویس کو عکا جیل میں پھانسی دے دی گئی۔

قتل اور ان کا خوفناک انجام

پھانسیوں سے غصے میں آکر بیناخم بیگن نے مارٹن اور پیس کی فوری ہلاکت کا حکم دیا۔ 29 جولائی کی شام کو سارجنٹس کو ایک ایسے عمل میں قتل کیا گیا جسے صرف جان بوجھ کر ظالمانہ اور علامتی کہا جا سکتا ہے۔ ارگن آپریٹرز نے پھانسی کے لیےپیانو کی تار استعمال کی۔ یہ طریقہ ایک سست اور تکلیف دہ موت کو یقینی بناتا تھا — برطانوی پھانسی کے آلات کی تیز گراوٹ کا ایک تاریک مقابلہ۔ انتخاب برطانوی پھانسی کے انداز کا براہ راست مقابلہ تھا — ایک حساب کتاب شدہ وحشت جو پیغام بھیجنے کے لیے تھی۔

قتل کے بعد ارگن نے لاشوں کو نیتانیا کے قریب ایک الگ تھلگ یوکلپٹس کے جنگل میں منتقل کیا۔ وہاں لاشوں کو درختوں سے لٹکایا گیا، چہرے پٹیوں سے ڈھانپے گئے، شرٹس جزوی طور پر اتاری گئیں اور ان کی کمزوری اور ذلت کو اجاگر کرنے کے لیے رکھا لیا۔ جھٹکے کو بڑھانے اور فوری واپسی کو روکنے کے لیے ارگن نے سارجنٹ مارٹن کی لاش کے نیچے ایک رابطہ مائن رکھی۔ یہ اضافہ دریافت کی جگہ کو ایک مہلک پھندے میں تبدیل کر گیا۔

اس پروپیگنڈا سے چلنے والی آپریشن کا آخری عمل میڈیا کی ہیرا پھیری تھی۔ ارگن نے گمنام طور پر تل ابیب کے اخبارات سے رابطہ کیا اور لاشوں کی جگہ بتائی۔ 31 جولائی کو برطانوی فوجیوں نے صحافیوں کے ساتھ مل کر لاشیں دریافت کیں۔ منظر خوفناک تھا: سارجنٹس کی سیاہ اور خون آلود لاشیں درختوں سے لٹک رہی تھیں، ان پر ارگن کے بیانات چسپاں تھے جو مردوں پر "یہودی مخالف جرائم" کا الزام لگا رہے تھے۔ کیپٹن ڈی ایچ گیلاٹی نے علاقے کی جانچ پڑتال کے بعد ایک لاٹھی سے جڑے چھری سے

مارٹن کی لاش کو کاٹنا شروع کیا۔ جب لاش گری تو مائن پھٹ گئی، مارٹن کی لاش کو اڑا دیا، پیس کی لاش کو مسخ کر دیا اور گیلاٹی کو چہرے اور کندھے پر زخمی کر دیا۔ پریس کی طرف سے لی گئی خوفناک تصاویر نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔

عالمی مذمت اور پر تشدد جوابی کارروائیاں

ارگن کی طرف سے سارجنٹ کلفورڈ مارٹن اور مروین پیس کی پھانسی نے برطانیہ اور اس سے باہر نفرت کی لہر پیدا کی۔ قتل کی خوفناک نوعیت، ان کی علامتی وقت بندی اور ارگن کی بے شرم رویہ نے سیاسی، میڈیا اور عوامی حلقوں میں وسیع پیمانے پر مذمت کو جنم دیا۔

برطانوی پریس میں رد عمل فوری اور کاٹ دار تھا۔ دی ٹائمز نے ایک طاقتور اداریہ میں قومی موڈ کو بیان کیا:

> „یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ دو برطانیہ فوجیوں کا سرد خون سے قتل یہودی مقصد کو اس ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں کتنا نقصان پہنچائے گا۔“

اسی طرح دی مانچسٹر گارڈین نے قتل کو جدید سیاسی تشدد کی تاریخ کے سب سے گھناؤنے اعمال میں سے ایک قرار دیا اور نازی وحشتوں سے موازنہ کیا۔

برطانیہ میں رد عمل بیان بازی سے آگے بڑھ گیا۔ 1947 کے اگست بینک ہالیڈے ویک اینڈ کے دوران کئی شہروں میں یہودی مخالف فسادات پھوٹ پڑے۔ لیورپول، لندن، مانچسٹر اور گلاسگو میں یہودی ملکیت والے کاروباروں، گھروں اور عبادت گاہوں پر حملے ہوئے۔ کھڑکیاں توڑی گئیں، عمارتیں لوٹی گئیں اور یہودی برادریوں کو ہراساں کیا گیا — دہائیوں میں برطانیہ میں سب سے بدتر یہودی مخالف تشدد۔ دیواروں پر خوفناک نعرے جیسے „یہودی قاتل“ اور „ہٹلر درست تھا“ نظر آئے۔

اس دوران فلسطین میں رد عمل بالکل مختلف تھا۔ ارگن نے پچھتاوا ظاہر کرنے کے بجائے قتل پر فخر کیا اور انہیں جنگ کے وقت کی مزاحمت کا جائز عمل قرار دیا۔ اپنے زیرزمین پریس میں انہوں نے جرات مندانہ بیانات شائع کیے جیسے:

> „ہم یک طرفہ جنگ کے قوانین کو تسلیم نہیں کرتے۔“

یہ بیان ارگن کی وسیع تر نظریاتی پوزیشن کی عکاسی کرتا تھا: برطانیہ کے پاس قوانین نافذ کرنے یا تنازعہ کی شرائط طے کرنے کی کوئی اخلاقی اتھارٹی نہیں تھی۔ ان کے لیے سارجنٹس کی پھانسی جرم نہیں بلکہ حساب کتاب شدہ روک تھام اور نافرمانی کا عمل تھا — برطانوی جبر اور ناانصافی کی ان کی سمجھی ہوئی چیز کا جواب۔ اس فریم ورک میں اخلاقی جواز بین الاقوامی قانون یا عالمگیر اصولوں

سے نہیں بلکہ ان کی قومی جدوجہد کی سمجھی ہوئی راست بازی سے طے ہوتا تھا۔ یہ سوچنے کا طریقہ – پرتشدد جوابی کارروائیوں کو غیر قانونی قبضہ کرنے والی طاقت کے خلاف مزاحمت کے طور پر پیش کرنا – حماس جیسے بعد کے عسکریت پسند تحریکوں کی بیان بازی میں گونجتا ہے، جو تشدد کو اسی طرح دفاعی عمل کے طور پر جائز قرار دیتے ہیں جو وہ غیر ملکی تسلط اور نظاماتی ناانصافی کے طور پر دیکھتے ہیں۔

تاہم، اگرچہ ارگن کی کارروائیاں کچھ صہیونی حلقوں میں غیر مصالحت پسندانہ قومی عزم کی اظہار کے طور پر تعریف حاصل کی، انہوں نے وسیع تر یہودی برادری میں گہری اخلاقی بے چینی اور بیرون ملک غم و غصہ بھی پیدا کیا۔ بین الاقوامی رائے، خاص طور پر برطانیہ اور امریکہ میں، صہیونی مقصد کے خلاف تیزی سے پلٹ گئی، جو اب آزادی کے بجائے دہشت گردی سے منسلک ہو گیا۔ سارجنٹس کا معاملہ اس طرح قوم پرست اور بغاوی تحریکوں کو اب بھی پریشان کرنے والے ایک خطرناک تضاد کو بے نقاب کرتا ہے: ایک فریق کی طرف سے بہادری کی مزاحمتی کارروائیاں سمجھی جانے والی ایک ہی کارروائیاں دوسرے کی طرف سے ناقابل معافی وحشت کے طور پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہ بیان ارگن کی وسیع تر نظریاتی پوزیشن کی عکاسی کرتا تھا: برطانیہ کے پاس قوانین نافذ کرنے یا تنازعہ کی شرائط طے کرنے کی کوئی اخلاقی اتھارٹی نہیں تھی۔ ان کے لیے سارجنٹس کی پھانسی جرم نہیں بلکہ حساب کتاب شدہ روک تھام اور نافرمانی کا عمل تھا – برطانوی جبر اور ناانصافی کی ان کی سمجھی ہوئی چیز کا جواب۔

وراثت اور تاریخی اہمیت

سارجنٹس کا معاملہ فلسطین میں برطانوی حکمرانی کے خاتمے میں ایک فیصلہ کن موڑ تھا۔ سارجنٹ کلفورڈ مارٹن اور مروین پیس کے وحشیانہ قتل کے صرف چند مہینوں بعد برطانوی حکومت نے اقوام متحدہ کو مینڈیٹ ختم کرنے کے اپنے ارادے کی رسمی اطلاع دی۔ دہائیوں کی انتظامی بوجھ، بڑھتی ہوئی تشدد اور بڑھتی ہوئی سیاسی لاگت نے مسلسل کنٹرول کو ناقابل برداشت بنا دیا تھا۔ ارگن کی مہم – برطانوی فوجیوں کی عوامی پھانسی میں اختتام پذیر – نے نہ صرف برطانوی حوصلے کو گہرا دھچکا پہنچایا بلکہ غیر متزلزل بغاوت اور بین الاقوامی جانچ پڑتال کے سامنے سلطنتی طاقت کی حدود کو بھی ظاہر کیا۔

نومبر 1947 میں اقوام متحدہ نے ایک تقسیم کے منصوبے پر ووٹ دیا جو فلسطین کو الگ یہودی اور عرب ریاستوں میں تقسیم کرے گا، یروشلم کو بین الاقوامی کنٹرول میں رکھتے ہوئے۔ تجویز نے تقریباً 55% زمین کو یہودی ریاست کو مختص کی، حالانکہ یہودی اس وقت آبادی کا صرف ایک تہائی حصہ بنتے تھے اور قانونی طور پر صرف 7% علاقے کے مالک تھے۔ فیصلے کو بہت سے یہودیوں نے خوشی سے قبول کیا اور عرب ریاستوں اور فلسطینی عرب قیادت کی طرف سے شدید مسترد کیا گیا، جو خانہ جنگی اور بالآخر مکمل پیمانے پر جنگ کی بنیاد رکھی۔

کوئی بھی حکمران برطانوی بادشاہ کبھی اسرائیل کی ریاست کا دورہ نہیں کیا۔ حالانکہ شاہی خاندان کے ارکان نے حالیہ سالوں میں دورے کیے ہیں، ستر سال تک حکمرانی کرنے والی ملکہ الزبتھ دوم نے کبھی اس ملک میں قدم نہیں رکھا – ایک چوک جو اکثر برطانوی حکمرانی کے تکلیف دہ آخری سالوں میں جڑی ہوئی غیر حل شدہ سفارتی تناؤ کی ایک لطیف لیکن پائیدار اظہار کے طور پر تعبیر کی جاتی ہے۔

سارجنٹس کا معاملہ اس طرح نہ صرف ایک ہلا دینے والے تشدد کا لمحہ بلکہ ایک تاریخی موڑ بھی ہے – جہاں ایک سلطنت گر گئی، سفارت کاری ناکام ہوئی اور مشرق وسطیٰ کی تاریخ کا ایک نیا، غیر مستحکم باب شروع ہوا۔

حوالہ جات

- بیل، جے باؤیر۔ **ٹیرر آؤٹ آف زائن: دی فائٹ فار اسرائیلی انڈ پینڈنس**۔ نیو برنزوک، این جے: ٹرانزیکشن پبلشرز، 1996۔
- ہارن، ایڈورڈ۔ **اے جاب ویل ڈن: اے ہسٹری آف دی فلسطین پولیس فورس، 1920–1948**۔ پالینڈیا پریس، 1982۔
- مورس، بینی۔ **رائٹیس وکٹمز: اے ہسٹری آف دی زائنسٹ- عرب کنفلکٹ، 1881–1999**۔ نیویارک: ونٹیج بکس، 2001۔
- سیگیو، ٹام۔ **ون فلسطین، کمپلیٹ: جیوز اینڈ عربس انڈر دی برٹش مینڈیٹ**۔ نیویارک: ہنری ہولٹ اینڈ کمپنی، 2000۔
- دی ٹائمز (لندن)۔ „دی ہینگنگ آف دی سارجنٹس۔“ 31 جولائی 1947۔
- دی مانچسٹر گارڈین۔ „پولیٹیکل ٹیرر اینڈ دی برٹش ریسپانس۔“ 1 اگست 1947۔
- اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی۔ **ریذولیوشن 181 (II): فیوچر گورنمنٹ آف فلسطین**۔ 29 نومبر 1947۔
- بی بی سی نیوز۔ „برٹش جیوز ٹار گیٹڈ ان 1947 رائٹس آفٹر فلسطین کلنگز۔“ 31 جولائی 2017۔
- اسرائیل وزارت خارجہ۔ **دی سٹوری آف دی جیوش انڈر گراؤنڈز**۔
- گلبرٹ، مارٹن۔ **اسرائیل: اے ہسٹری**۔ نیویارک: ہارپر پیرینیل، 2008۔